Bodleian Libraries
UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.

16. ~~B.66.~~ A-78

16A78

ڈاکٹر نے صاف کہدیا کہ اب آخری وقت قریب ہے لیکن وہ ذرہ بھی نہ گھبرائے
نہ کچھ تعجب مین آئے گویا سفر سے اپنے وطن کو چلے بلکہ فرمانے لگے "دگھوری
آنز ابار ملئی ٹمارو" یعنی عظمت و عزت وحیات دوامی کل پاوینگے اپنی
بیماری مین کبھی کراہے بھی نہین یہی دعا مانگا کیے کہ یا مالک صبر دے
کبھی دعا مانگتے یا مالک میرا دل پاک کر اور مجھکو سکھلا جو کچھ کہ کرنا چاہیے
کبھی کہتے مجھے اپنے بچون کی موت دے اور مجھے اپنا بچہ بنا ایک چھوٹا سا
برتن تجھ سے لبالب بھرا ہوا آخری وقت مین ۳۰۱ زبور کی پہلی پانچ آیتین
پڑھکر یہ کلمہ زبان پر تھا کہ اے مالک اب جلد آنکھین بند ہوگئین نوین
نومبر ۱۸۸۰ع کو اس ڈھب ہنری کارٹگر صاحب اس دار ناپایدار سے
کوچ کر گئے اور اپنی نیکی ہمیشہ کے لیے پیچھے چھوڑ گئے اپنے اعتقاد اور
توکل کی مضبوطی بخوبی دکھلا گئے اور اپنے مذہب کی عظمت اور خوبیان
عیسائی اور غیر عیسائی سب کے دلون پر اچھی طرح منقش کر گئے۔

INDIAN INSTITUTE

شریروں سے قاعدے مطابق کام لینے کی تاکید فرماتے بتیری عورتون کو
گمراہی سے بچایا اچھے اچھے ٹھکانے نوکر رکھوایا بہتیرے لڑکون کو کام سکھلا
سکھلا کر روزگار دلوادیا کئی لڑکون کو باجا بجانا سکھلایا وہ فوج کی بینڈون
مین نوکر ہوگئے اور ایسے نیکنام رہے کہ پھر فوج والون نے جتنے باجے والی
مانگے غریب خانہ مین نہ نکلے غرض صاحب ہمیشہ اسی دوڑ دھوپ مین
رہتے اور اپنے پاس سے بھی خرچ کرتے کرسچن ورناکیولر سوسائٹی کی جڑ
صاحب ہی ہین صاحب نے اوسکے لیے بڑی محنت کی کوڑیون چٹھی تو
اوسکے لیے مجھے لکھی ہونگی اس سوسائٹی کی بدولت سیکڑون کتابین ہندوستان
کی زبانون مین چھپ گئین اور چھپتی چلی جاتی ہین سرجارج کمبل صاحب
کہتے ہین کہ یہ شخص سب سے زیادہ ہندوستانیون کی بہبود اور بہتری چاہتا تھا ایکس صاحب
ستارۂ ہند لکھتے ہین کہ جب صاحب نے اعظم گڈھ چھوڑا مین نے پار اوتر گھاٹ
پر اپنے کانون سُنا دیہاتی لوگ آپس مین اپنی گنواری زبان مین کہہ رہے تھے
ٹکر صاحب کی جانے سے ضلع بھر کے لوگ رو رہے ہین لوگ کیا کتّے بھی رو رہے ہین۔
بیماری کچھ دنون سے تھی تیسوین اکتوبر کو سردی کے باعث بڑھ گئی اٹھوین
نومبر کو یکبارگی ضعف اور کمزوری کی شدت ہوئی خود ڈاکٹر سے پوچھا

کام مین دیتے رہے مجکو ہمیشہ لکھتے تھے کہ ہم یہان بھی اوسیقدر کم فرصت رہا کرتے ہین جسقدر ہندوستان مین رہتے تھے لیکن ہندوستان مین سرکاری کام کرتے تھے یہان غریبون کا کام کرنا پڑتا ہے بیشک صاحب کا ہمیشہ یہ مقولہ رہا کہ زنگ خوردہ ہونے سے یعنے مورچہ لگنے سے گھس جانا بہت بہتر ہے مجھسے ہمیشہ کہا کرتے کہ "انڈلجنٹ ماسٹر" سے "سٹرکٹ ماسٹر" زیادہ پسندیدہ ہے کبھی کوئی چھٹی صاحب کی ایسی نہین آئی جس مین کچھ بات عاقبت کی یاددہانی کی نہ لکھی ہو آخری چھٹی جو مجکو ترقی درجہ اور خطاب ملنے کے مبارکباد مین لکھی ہے اوسمین دعا دیتے ہین کہ خدا تجکو برکت دے اور خاکسار رکھے اور لکھتے ہین کہ اے میرے پیارے پسر اپنے دوست مین تجکو نہایت پیار کرتا ہون اسی لیے چاہتا ہون کہ اس پیری وناتوانی مین جو کچھ میرا سہارا ہے تجکو بھی نصیب ہووے ایک صاحب لکھتے ہین کہ ٹکر صاحب کو اپنے غریب خانہ پر یعنے جو غریب خانہ اونکے سپرد تھا اتنی توجہ رہتی تھی کہ اوسمین کا ایک ایک غریب اونسے واقف ہوگیا تھا جاکر تمام بیمارون کی آپ خبر لیتے اور اونھین دلاسا دیتے جہانتک بن پڑتا مدد دیتے اور بیمارون پر رعایت رکھتے ساتھ ہی کاہل اور

مہربانی ہو کہ اونکو دلونمین ایسا خیال نہین آتا ہے واہ ری فروتنی اور اعتقاد
جب ۱۸۵۵ عیسوی مین صاحب پنشن لیکر ولایت کو تشریف لے گئے
بنارس والون نے اڈریس دیا پڑھنے کے وقت بہتون کی آنکھون
مین آنسو بھر آئے صاحب کا بھی جی ایسا اُمڈا کہ جواب دیتے نہ بنا
لوگون نے صاحب کی یادگار کے لیے چھ ہزار روپیہ کا چندہ کر کے بیس روپیہ
ماہواری کا گورنمنٹ کالج مین وظیفہ یعنے سکالرشپ مقرر کیا سونے کے
تمغہ کے ساتھ جسپر ایک طرف کالج کی تصویر ہے اور دوسری طرف طالبعلم
کتاب پڑھتا ہوا ہر سال جو لڑکا کالج بھر مین سب سے اچھا ٹھہرتا ہے
اوسکو دیا جاتا ہے ایک تصویر بھی صاحب کی روغنی قد آدم نہایت عمدہ
سنہری چوکھٹے مین ولایت سے منگوائی گئی جب گورنمنٹ کالج مین چھت
ٹپکنے کے باعث خراب ہونے لگی اور ٹون ہال مین جو نیا بنا ہے جگہہ کی
تنگی دکھلائی دی مہاراجہ بنارس کی اوسی ٹکسال والی کوٹھی مین بہت
اچھے مقام پر رکھی گئی ہے۔
صاحب نے ولایت پہونچکر ملکہ معظمہ قیصر ہند کے ہاتھ سے سی بی کا
خطاب اور تمغہ پایا جب تک جیتے رہے اپنا سارا وقت غریبون کے

پاس گیا مہاراجہ بنارس کی ٹکسال والی کوٹھی مین پایا سب صاحب اور
میم اوسوقت اوسی مین جمع تھے گرمی کی شدت تھی اور لوگ کوٹھی کی
چھت پر تھے صاحب نیچے کھڑے تھے دفعتاً پندرہ[15] گوری احاطہ کے پھاٹک کی جانب بندوقین
تانے کھڑے تھے رسالے کے سوار اور رجمنٹون کے سپاہی پرپڈ پرسے بھاگے ہوے عین پھاٹک
کے سامنے سے پکے پل کی طرف چلے جاتے تھے کیا شان ہے اوس مالک پیدا کرنیوالے کی
کہ کسی نے بھی کوٹھی کی جانب منھ نہ کیا سب نے سیدھی جونپور کی
راہ لی پرپڈ پرسے دنادن توپون کی آواز چلی آتی تھی مین نے صاحب
سے عرض کیا کہ یہ موقع یہان میم صاحبہ اور مس صاحبہ کے رہنے کا
نہین ہے مہاراجہ بنارس کی گاڑی جوڑی موجود ہے لایئے دونون کو
گنگا پار مہاراجہ بنارس کے قلعہ مین رام نگر بھیجدیوین کہنے لگے اچھا مین
پوچھتا ہون اوپر گئے پوچھہ آئے فرمانے لگے دونون کہتی ہین کہ جو
حال تمھارا ہوگا ہمارا بھی ہم تمکو چھوڑ کر جدا نہ ہونگے دیکھنا چاہیے
اس استقلال اور توکل کو۔ نوین تاریخ کو آپ لارڈ کیننگ کو لکھتے ہین
کہ اگر بلوائی سپاہی جو آس پاس موجود ہین اور شہر کے بدمعاش
فساد کرنا چاہین کوئی اونکو روکنے والا نہین ہے لیکن یہ صرف خدا ہی کی

اور جناب سر ولیم میور صاحب کے اور کسی کو نہین دیکھا۔

۱۸۵۷ع کے بلوے اور غدر مین یہ صرف صاحب کی خوش نیتی تھی کہ بنارس شہر صاف بچگیا اور کسی کا بال بیکا بھی نہ ہوا اگر بالکل انتظام صاحب کے ہاتھ مین ہوتا تو شاید ہتھیار بھی نہ کھٹکتا لیکن واہ رے بھروسا صاحب کلکٹر اپنے پیدا کرنے والے مالک پر کہ ذرہ بھی اپنا اور اپنے بال بچون کا خیال نہ کیا جو گورے کلکتہ سے آئے فوراً اونکو کانپور کی طرف بھیجدیا کسی نے کہا تھا کہ آپ اند نون اپنی بڑی ٹوپی نہ پہنا کیجیے جانی ہوئی ہے کمشنر کے مارنے کو کسی بدمعاش کی بندوق کا نشانہ ہوگی آپ نے اتنا ہی جواب دیا کہ مجکو ٹوپی سے زیادہ اپنے مالک پر بھروسا ہے چوتھی جون کو شام کے وقت مین اپنے برآمدے مین بیٹھا ہوا تھا کہ یکبارگی چھاؤنی کی طرف سے توپون کی آواز آنے لگی اور جلے ہوئے گھاس پھوس ہوا مین اڑتے اور آسمان سے گرتے دکھلائی دیے فوراً آدمی دوڑایا کہ دیکھو کیا ماجرا ہے یکے پر سوار ہوکر گیا خبر لایا کہ پریڈ پر سپاہیون کی لاشون کا ڈھیر لگا ہے گورے توپ چلاتے ہین لین پھک رہی ہے چراغ جل گیا تھا مین گاڑی مین سوار ہوکر ٹکر صاحب کو

لفظ کے معنی مین مجھے ایسا شک پڑگیا کہ مین نے اسکا کام مین لانا ہی چھوڑ دیا دولتمند وغیرہ لفظون سے کام نکال لیتا ہون۔

صاحب کے خیالات نہایت نیک اور پاک تھے خود مجھسے فرماتے تھے کہ ہمنے ہندوستان کی تواریخ لکھنی چاہی تھی جب کلیو اور امین چند کی معاملہ پر پہونچے بالکل چاک کرڈالی۔

سرکاری کام صاحب کیسا انجام کرتے تھے اور سررشتہ تعلیم کو صاحب نے کیسی ترقی دی میرے یہان لکھنے کا موقع نہین۔

صاحب کا بڑا اصل الاصول کام کرنے مین یہ مقولہ تھا کہ ”کار امروز بفردا مگذار“ شام کو رخصت کے وقت ہمیشہ مین نے صاحب کا میز کاغذون سے صاف دیکھا جب سررشتہ دار کہدیتا کہ اب کوئی مقدمہ باقی نہین ہے تب ترجمہ اور اردو اخبار آفتاب ہند کا مسودہ سُنتے جب یہ بھی کام ختم ہوجاتا تب ہوا کھانے کو اوٹھتے کام کی تقسیم اور پھر ہر کام کو ٹھیک اوسکی وقت پر کرنا ایسا عمدہ جانتے تھے کہ جسقدر صاحب کام کرتے تھے اور پھر اوسپر بھی جسقدر دوسرے کامون کے لیے مطمئن اور فرصت مین رہتے تھے مین نے اسقدر سواے طامسن صاحب بہادر مرحوم سر ہنری الیٹ صاحب

اوسنے اس خیال سے کہ صاحب کی گاڑی گھاٹی پر بات کی بات مین چڑھجاے
دس کی جگہہ سو قلی جمع کر رکھے تھے جب صاحب تمام قلیون کو دوائی چوالی
بانٹنے لگے تحصیلدار کو ہوش آیا گڑگڑانے لگا کہ صاحب کسی کو کچھ نہ دیجئے
انکا یہی کام ہے صاحب اور بھی خفا ہوئے غصہ مین اگر زیادہ زیادہ
بانٹنے لگے مجھے ہنسی آئی لیکن منھہ کی منھہ مین دبائی صبح کو پیدل ٹہلتے
ٹہلتے ہوا کھاتے گانون مین چلے جاتے جیب مین کتابین بھری رکھتے
جسکو جس لائق پاتے دیتے پڑھنے لکھنے کا شوق دلاتے اچھی نصیحت
کرتے ہمیشہ اسی فکر مین رہتے کہ اپنا سا نیک سبکو بنا لین ایک روز ایک تعلقہ دار
ملاقات کو آیا جمعدار نے خبر دی مجسے انگریزی مین پوچھا کیا وہ عزت دار
"رسپکٹبل" ہے مین نے کہا ہان صاحب نے کرسی دی اور بہت خاطر
کی دیر تک گفتگو کرتے رہے جب چلا گیا کچھ تذکرہ اوسکے چال چلن کا
آیا چین بجبین ہوئے کہنے لگے تمنے ہمکو دھوکا دیا تمنے کہا وہ "رسپکٹبل"
ہے مین نے عرض کیا کہ صاحب اوسکو دس ہزار سال کی اپنے علاقون
سے آمدنی ہے دو تین جوڑی گھوڑے رکھتا ہے فٹن گاڑی پر چڑھا پھرتا ہے
فرمایا کہ اس سے آدمی "رسپکٹبل" نہین ہوتا غرض تب سے اس قسم "رسپکٹبل"

جو کچھ کمایا کجایا سب کوڑی کوڑی خیرات کی ہنڈوی بنوا کر اپنے ساتھ لیگئی
دورے مین بڑی تاکید رہتی تھی کہ بے قیمت دیے لکڑی گھاس ہانڈی
گھڑا کچھ نہ لیا جاے سوار پیادون نے عرض کیا کہ ہم غریب ہین تمام کمشنرون
کے عہد مین مفت لیتے رہے اب دام کہان سے دین فرمایا کہ لکڑی گھاس
ہانڈی والا تم سے زیادہ غریب ہے قیمت ضرور دینی چاہیے لیکن اگر تم لوگ
بھی غریب ہو تو اپنی قیمت بھی ہمارے خرچ سے دیا کرو غرض تب سی برابر
یہی دستور جاری رہا کہ سوار چپراسی شاگرد پیشون کی لکڑی گھاس ہانڈی
گھڑے کی قیمت صاحب کے خرچ سے دیجاتی تھی ایک روز ایک ندی پار
اوترے چپراسی کو حکم دیا ملاح کو ایک روپیہ دو اور گھوڑا بھگا کر چلدیے چپراسی
بھلا کاہے کو روپیہ دینے لگا تھا ملاح بھی دوڑا پیچھے لگا چلا گیا چپراسیون نی
جب لشکر مین دور سے ملاح کو آتے دیکھا فوراً اوسکے روکنے کو پہنچے صاحب
دورے مین اپنا خیمہ چارون طرف سے کھلا رکھتے تھے اور دوربین چشمہ
اپنے میز پر ترت تاڑ گیے کہ دال مین کچھ کالا ہے باہر نکل آئے ملاح کو پاس
بلایا روپیہ دلوایا چپراسی کا تدارک کیا اسی طرح مرزاپور کے ضلع مین پہاڑ کے
نیچے بہت سے قلی جمع دیکھکر تحصیلدار پر نہایت خفا ہوئے تحصیلدار سمجھا نہین

لینے سے انکار کیا اور کہا کہ اس لینے سے میری بےعزتی ہے مجھے حکم دیا کہ سمجھاؤ اب واپس کرنے مین ہماری بےعزتی ہے بیچارہ خوف کا مارا اوٹھا لیگیا۔

اگر سب کتابون کا جو صاحب کے لیے ترجمہ ہوئین یا بنائی گئین یہان نام لکھا جاے صفحے ہو جاوینگے پچی بہادری انھین کی ہین کی بنائی ٹروہر وڈز کا ترجمہ ہے سینڈفورڈ مرٹن انھین کے لیے ترجمہ ہوئی ڈنالن اور قطرینہ اب گلاب اور چمبیلی کے نام سے چھپی ہے باامن رنجن انھین کے لیے بنائی گئی ہے۔

ایک صاحب کا لکھنا بہت ٹھیک ہی کہ جب ٹگر صاحب کو کسی رشتہ دار نے صلاح دی کہ آپ کو ذرہ اپنے بال بچون کی طرف بھی دیکھنا چاہیے اور کچھ روپیہ بچانا چاہیے صاحب کے نو لڑکا لڑکی تھی صاحب نے لکھا کہ مین نے آپ کی صلاح مانی اور ایک ہزار روپیہ بچالیا ہے لیکن پھر تھوڑے ہی دنون بعد لکھا کہ یہان قحط پڑگیا مین نے وہ ہزار روپیہ قحط کے چندے مین دیدیا ہے صاحب یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میرے لڑکا لڑکی سونے چاندی سے بہتر ورثہ پاوینگے اور تماشا یہ کہ انکو لڑکا لڑکی بھی اس بات کو مانتے ہین ہان البس باعث البتہ نہیں کہہ سکتے ہین کہ اپنے بال بچون کے لیے بھی اس دنیا مین کچھ نہ چھوڑ گئے

نہ چھونے دونگا لیکن جو خانہ بہت بھاری ہے اوسکے اوٹھانے مین ذرہ
سہارا دیدو تو بیشک شکر گزار ہونگا ایک روز شاکی ہوے کہ یہان چھوٹے
ویفر نہین ملتے بڑے سے تکلیف ہوتی ہے مین نے گھر جاتے ایک دوست
دوکاندار سے پوچھا اوسنے ایک ڈبیا چھوٹے ویفرون کی ہاتھ دی دوسرے
دن مین نے سامنے رکھی کچھ مدت بعد پوچھا کہ ویفرون کا کیا دام ہے تمنے
مجھسے نہین لیا عرض کیا کہ معلوم نہین محض بےحقیقت چیز ہے دوکاندار سے
پوچھونگا چین بجبین ہوئے اور فرمایا کہ یہ نہایت بری عادت ہے مین نے دوسرے
روز دوکاندار سے دریافت کرکے تبلایا کہ دو آنے فوراً جیب سے نکالکر دوانی
میرے حوالہ کی اور مین نے اوس دوکاندار کو دیدی اوس روز سے
مین بھی جہانتک بن پڑتا ہے دوانی چوانی بٹوے مین اپنے پاس رکھا کرتا ہون
پہلے مجھے خیال ہوا کہ صاحب بہت بخیل ہین بالکل روپیہ ولایت لیجانے کی
لیے جمع کرتے ہین لیکن جب ذرہ ذرہ سی کتابون کے ترجمہ کے لیے سیکڑون
روپیہ انعام اور سرکاری نوکرون کو بھی اکثر سرکاری کامون کے لیے گھڑیان
اور روپیہ کی تھیلیان بخ سے دیتے ہوئے دیکھا تب تو میری آنکھین کھل گئین
ایک روز مہاراجہ بنارس کے ایک ملازم کو چارسو روپیہ انعام دیا اوس نے ۱۰

عرض کیا کہ آپ اسقدر تکلیف کیون اوٹھاتے ہین کہنے لگے سُنو مین تو چار سو دو ہزار رکھہ سکتا ہون لیکن یہ بیچارے غریب کم تنخواہ والے اسسٹنٹ لوگ جو ولایت سے تازے آتے ہین کمشنرون کی دیکھا دیکھی فضول خرچی کرنی لگینگے قرضدار ہو جائینگے عمر بھر آفت جھیلینگے حقیقت مین ٹکر صاحب بڑے صاحبون سے اتنی ملاقات اور گفتگو نہین کرتے جتنی چھوٹون سے کیونکہ اونکی دوستی اپنے ذمہ سمجھتے تھے سامنے ایک الماری چُنی ہوئی انگریزی کتابون سے بھر رکھی تھی اکثر ان کم سن صاحبون کو اپنی پسند مطابق اُن مین سے دیکھنے کو لیجانے کے لیے ترغیب اور اجازت دیا کرتے ایک روز مین گیا تو معلوم ہوا کہ ملاقاتیون کے لیے دروازہ بند ہے اندر جا کر گیا دیکھتا ہون کہ آپ ایک الماری مین سے بڑے بڑے بھاری بھاری خانے کپڑے سے بھری ہوئی نکال نکال کر باہر برآمدے مین دھوپ دینے کو بڑی محنت اور مشقت سے لیجاتے ہین مین نے کہا صاحب آپ بیٹھیے یہ کام مین کیے دیتا ہون فرمانے لگے کہ نہین میری عادت بگڑ جائیگی سواے اسکے ولایت جاتے وقت میم صاحبہ کہہ گئی ہین کہ کپڑون کو دیکھنا اور مین نے اونسے دھوپ دکھانے کا وعدہ کیا ہے پس اب کیونکر اوسکے خلاف ہو سکتا ہے دوسرے کو کپڑے

آپ ہنس پڑے ایک روز مین نے تذکرہ کیا کہ خس کی ٹٹیان کچھ او ر بنجانی
چاہئین فرمانے لگے کہ میم صاحب ضرورت نہین سمجھتین حقیقت مین جیسے
صاحب ویسی اونکو میم بھی ملی اور تماشا یہ کہ ویسی ہی مین نے اونکی ایک
مِس بھی دیکھی مین اکثر کہا کرتا کہ "این خانہ تمام آفتاب ست" غرض اورون
کی میم اور مِس کو تو سیر تماشے کھانے اور ناچ گانے مین جانے کا اکثر شوق
ہوا کرتا ہے ہماری مِس صاحبہ گورون کے اسپتال کا گشت کیا کرتین اونکو
ضروری چیزین پہونچاتین کتابین بانٹتین شاید پڑھکر بھی سُناتین ایکروز
صاحب کے کمرے کا کواڑ بھڑا ہوا تھا کھول کر اندر آئین جاتے وقت بھیڑنا
بھول گئین صاحب نے پکارا دوڑی پھر آئین صاحب نے مسکرا کر دروازے کی طرف
اشارہ کیا شرم کے ساتھ معاف مانگکر کواڑ بھیڑ گئین اور ساتھ ہی اس سبق
پانے کا تھینک اداکر گئین مین نے عرض کیا آپ نے ناحق مس صاحبہ کو تکلیف
دی مین تو پاس بیٹھا تھا بند کر دیتا فرمانے لگے اتنا تو مین بھی کر سکتا تھا لیکن
اوسکی عادت بگڑ جاتی سچ ہے تربیت اسی کا نام ہے صاحب اپنے بُوٹ اور
جوتے اپنے غسل خانہ کے اندر رکھتے اور آپ ہی اپنے ہاتھ سے صاف کرکے پہن لیا
کرتے سردار ہبرا ایک ہی تھا روشنی وغیرہ کے کام مین پھنسا رہتا ایک روز مین نے

مجھے چمکتا دیکھکر پسند فرمایا ہے لیکن نوکری کی نزدیکی جب میرے عیبون کے
داغ ظاہر کریگی آپ کو افسوس کرنا پڑیگا اسکے جواب مین آپ ذرا سی قدر
تحریر فرمایا کہ اسکا الزام ہمکو ہوگا تم کیون فکر کرتے ہو ہم جو کام کرتے ہین
سمجھکر کرتے ہین خیر مین میرمنشی ہوا اور اسی نوکری کے سبب صاحب کا
مزاج نیت چلن رہن برتاؤ بیوہار اور کام میرے زیادہ دیکھنے مین آیا
بخوبی معلوم ہوگیا کہ مذہبی سچے اعتقاد کا کیسا اثر ہوتا ہے گو مین عیسائی
نہین ہون اپنے تئین سچا ہندو سمجھتا ہون لیکن عیسائی مذہب کی
خوبیون کا قائل ہونا پڑا۔

ایک روز جیٹھ کی دوپہری مین سوار بلانے کو آیا کوچبان حاضر نہ تھا
گھوڑے پر سوار ہو کر چلا گیا گو صاحب کے کمرے مین گول پنکھا لگا تھا لیکن
مکان بھر مین ایک ہی ٹٹی ہونے کے باعث گرم تھا دیکھا کہ صاحب دفعہ دفعہ
رومال سے اپنی پیشانی کا پسینا پونچھتے جاتے ہین اور لکھنے مین مشغول ہین
بیٹھہ گیا گرمی کے باعث اونگھ آگئی صاحب نے مسکرا کر پوچھا آپ کو نیند
آتی ہے بے اختیار منھہ سے نکل گیا نہین صاحب پھر ساتھہ ہی خیال ہوا کہ جھوٹھ
بولا جلدی سے عرض کیا کہ گرمی کے باعث شاید اونگھ کی جھونک آگئی ہو

آخر مارچ مین جج ہو گئے ۱۸۳۵ع مین بنارس کے کمشنر اور ایجنٹ گورنر جنرل
ہوئے وہ دن مجھے بخوبی یاد ہے کہ جناب طامسن صاحب بہادر مرحوم کا دربار
تھا ہم سب لوگ کرسی پر بیٹھ گئے تھے لفٹنٹ گورنر صاحب ابھی برآمد نہین ہوئے تھے
سینٹ جارج ٹکر جو کچھ دن بنارس کی جنٹ مجسٹریٹ رہ چکے تھے اور تب شاید
مرزاپور کے کلکٹر تھے اپنے بڑے بھائی ہنری کارنگر کو سب کے پاس لیجا کر ملاقات
کرا رہے تھے اور ہنس ہنس کے ہر ایک سے کہتے تھے "ہمارا بھائی صاحب ہی
ہنری کارنگر کا وہ دُبلا پتلا قد نگاہون مین تیزی اور مستعدی اور ہمدردی
اور مہربانی کے ساتھ بھری ہوئی ہنستا ہوا مکھڑا میری آنکھون کے آگے گھوم رہا ہے
ہین اس عرصہ مین جناب ولیم اڈوارڈس صاحب بہادر کے ولایت
تشریف لیجانے کے باعث شملہ سے استعفا دیکر اپنے گھر بنارس چلا آیا تھا اور
اونکے ساتھ ولایت جانے کا ارادہ رکھتا تھا بلکہ اسی سبب سے جناب
طامسن صاحب بہادر مرحوم جو آگرے مین عہدہ دیتے تھے منظور نہین کیا تھا
شاید طامسن صاحب بہادر نے ٹکر صاحب کو کچھ لکھا ہو صاحب نے مجکو ایجنٹی کا
میر منشی کرنا چاہا جناب ولیم اڈوارڈس صاحب بہادر کی جدائی کے رنج مین
پہلے تو مین نے انکار کیا اور لکھ بھیجا کہ آپ نے شاید اجنبیت کی دوری سے

تمغہ پاتے جو ہو مین نے اونکو ویسی حالت مین بہت کم دیکھا مجکو دیکھتے ہی پکار
اوٹھے کہ آؤ آؤ ذرا ہمکو مدد دو غرض مین بھی جا شامل ہوا اگر مین کہتا
کہ صاحب یہ اندھا نہین ہے مکر سے آنکھین بند کر لین ہین دیکھ سکتا ہے
فرماتے مضائقہ نہین محتاج ہے ایک دوانی حوالہ کرو پیچھے مجکو معلوم ہوا
کہ صاحب جب گورکھپور کے کلکٹر تھے ہمیشہ اسی طرح اندھے لنگڑے لولوں
کو خیرات کیا کرتے تھے چھکڑے بھر بھر کر کمل بانٹتے تھے وہی اب صاحب کی
آمد سنکر اکٹھے ہوگئے۔

سنہ ۱۸۵۰ع مین صاحب پھر ولایت گئے اس مرتبہ مصر کی راہ گئے جنوری
سنہ ۱۸۵۱ع مین الہ آباد مین مقرر ہوئے وہان عجب اتفاق ہوا تربینی کا
سنگم قلعے سے بہت دور جا پڑا تھا میلے کا موسم تھا لوگون کو دور تک بالو
مین چلنا پڑتا تھا جاکر گنگا کی دھارا کو دیکھا جو کچھ انجنیر کا علم اوسکو مبب
مین سیکھا تھا کام مین لائے بالو اس حکمت سے ہٹوایا کہ ساتھ ہی گنگا کی
ساری دھار اہٹ آئی عین بندھ کے نیچے بہنے لگی قلعے کے پاس سنگم ہوگیا
میلے والون نے جے کارے کا شور مچایا جو الہ آبادی جیتے ہین آج تک
وہ اونکے کان سے نہین گیا اور آج تک وہ دن اونکے دل سے نہین بھولا

صاحب نے بڑی کوشش کی تھی کہ گھاگھرا مین دھوئین کی ناؤ آیا جایا کرے مگر پھر کسی نے اوسپر دھیان نہ دیا اور اب ریلون کے باعث شاید اوسکی ضرورت بھی اتنی باقی نرہی۔

گورکھپور مین اور چیزین تو الگ رکھو صاحب نے عیسائیون کا ایک گانو بشارت پور ایسا بسایا کہ اوسکا انتظام دیکھنے لائق ہے ٹون ہال پنچایتی باغ گرجا اسکول لڑکا لڑکی بچّون کا جُدا جُدا سب کچھ وہان موجود ہے ہندوستان کیسا ہو جاے اگر ہر ایک گانون ایسا ہو جاے جب مین کمشنری کی حالت مین صاحب کے ساتھ گورکھپور گیا اتوار کے روز صاحب کا لشکر اندھے لنگڑے لولون سے گھر گیا سیکڑون ہی تھے مین گھبرایا کہ یہ کیا معاملہ ہے ڈیرے سے نکلا تو دیکھتا کیا ہون کہ سب بٹھا دیے گئے ہین اور اونکے درمیان صاحب اپنی مِس صاحبہ کے ساتھ گھوم رہے ہین مِس صاحبہ کے ہاتھ مین دوانّی چوانّی اٹھنّیون کی تھیلی ہے ہر ایک کو دیکھ دیکھکر اور جانچ جانچ کر مس صاحبہ سے دلواتے جاتے ہین اور اس کام مین ایسے ہشاش وبشاش اور شادان و فرحان ہین کہ شاید نہ کمشنری کا چارج لیتے ہوئے ہونگے اور نہ قیصر ہند کے ہاتھ سے سی بی کا

اب تک بڑے کام کی کتاب رہی اوسی زمانہ مین صاحب نی وہان اسپنے
اسکول کے لیے اعظم گدھ ریڈر تیار کی یہ کتاب مجھے ایسی پسند آئی کہ مین نے
اوسے ہندی مین ترجمہ کر ڈالی صاحب نی اوسمین فرنکلن اور شواز
وغیرہ کا حال اس خوبی سے لکھا تھا اور مین نے خود صاحب کو اون
لوگون کی راہ پر اتنا چلتے دیکھا کہ بیشک مین نے اپنے لیے نہایت عمدہ
سبق پایا اور بڑا فائدہ اوٹھایا صاحب نے اعظم گڈھ سے کوس پانچ ایک
پر قصبہ مبارک پور مین ایک اسکول جاری کیا تھا میرے اوستاد اور
دوست بابو شیو شنکر سنگہ اُسمین ماسٹر تھے کہتے تھے کہ صاحب کو عجب لت
تھی کچہری مین مقدمہ فیصل کرتے کرتے یکبارگی گھوڑا پھینکے اسکول مین
آموجود ہوتے اور پھر بجلی کی طرح اپنا مقدمہ جا فیصل کرتے نہ دوپہر گنتے
نہ تیسرا پہر نہ دھوپ کا خیال کرتے نہ پانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اوس اسکول مین
کچھ کم زیادہ تین سو لڑکے پڑھنے لگے مین نے اپنی انسپکٹری مین اب پھر
وہان اسکول جاری کیا اور بڑی کوشش کی لیکن شاید اس سے زیادہ
کبھی لڑکے جمع نہ ہو سکے۔

۱۸۳۶ع مین طامسن صاحب نے اور ۱۸۳۷ع مین منٹگمری صاحب نے

یہ لوگ بھی گذر کر لیتے تھے سڑک کا نام بھی نہ تھا گویا یہ چکلہ جنگل کے بیچ مین
ٹاپو کی طرح بسا تھا ۱۸۳۳ء مین اعظم گڈھ ضلع مقرر ہوا اور جناب طامسن صاحب
بہادر ۔ جو ممالک شمال و مغرب کے نامی گرامی بلکہ شاید لاثانی لفٹنٹ گورنر
ہو گذرے وہان کی کلکٹری پر آئے ان دونون کی دوستی جو اوسوقت
سے شروع ہوئی دن پر دن بڑھتی ہی گئی ٹکر صاحب وہان ٹونس پار
بنگلا بنواتے تھے اب تک موجود ہے پُل پرسے ہو کر آنے جانے مین میل سے
زیادہ چکر پڑتا تھا اس سبب سے گھوڑا تیرا کر پار ہو جاتے تھے ایک روز ندی
باڑھ پر تھی گھوڑا اولٹ گیا مشکل سے جان بچی ذرا دیکھنا چاہیے اس جرأت اور
مستعدی کو ۱۸۳۴ء مین صاحب کی شادی ہوئی گویا صاحب کی شادمانی
کا پیالہ لبالب ہوا لیکن چاہیے کہ صاحب اپنے کام سے ذرہ بھی غافل
ہون مجال کیا صاحب تو اور بھی مقدور بھر اپنا کام بڑھاتے جاتے تھے
باعث یہ کہ اپنے تئین سدا اپنے پیدا کرنے والے مالک کی نگاہ تلے سمجھتے تھے
اگر ذرہ بھی فرصت مل گئی قانون ہی کا خلاصہ کرنے لگے اونکی شرحین
لکھنے لگے اوس وقت اب کی سی کتابین نہ تھین لیکن ٹکرس نوٹ بک
یعنے ٹکر صاحب کی یادداشت قانون سرکاری عہدہ دارون کے لیے

ہوئی تھی ہندوستان مین آنے سے پیشتر ۱۸۳۰ء مین اپنے باپ کی ساتھ انگلینڈ اسکاٹلینڈ اور فراسیس کی پیرس وغیرہ اکثر شہرون کی سیر کر آئے تھے۔

ایک اون کا ہم مکتب پرانا دوست جو اونکے ساتھ ہی ہندوستان کو آیا تھا لکھتا ہے کہ صاحب نے علم ریاضی اڈسکومب کالج مین سیکھ لیا تھا اور محنت سخت کرتے تھے اس باعث ہیلبری کالج مین غالب رہے لیکن میرے نزدیک عمر کے اس نازک وقت مین بہت کم اونکی طرح بدون دنیا کا داغ لگے کالج سے باہر گئے ہونگے وہ تبھی سے برائیون سے دور بھاگتے تھے اور جب کچھ لوگ کسی مذہبی کام مین مشغول ہوتے تو وہ ہرگز اونکی شراکت سے نہین ہچکتے تھے۔

غرض بنارس کی کمشنری مین اسسٹنٹ مقرر ہوکر ۱۸۳۲ء مین جب اعظم گڈھ گئے وہان سر رابرٹ مانگمری جو پنجاب کی لفٹنٹ گورنر ہوکر ولایت گئے پیشتر سے اسسٹنٹ مقرر تھے اوسوقت وہ چکلہ اعظم گڈھ کہلاتا تھا ضلع جونپور کے متعلق تھا ڈاکٹر سمیت وہان کُل پانچ انگریز تھے کوٹھی بنگلہ کچھ نہ تھا صرف تین مکان کچہری کے لیے بنے تھے اوسی کے بغلی کمرون مین

ہنری کارنگ ان کے بڑے بیٹے تھے اکیسوین اگست ۱۸۱۲ عیسوی کو
کلکتہ مین پیدا ہوئے اور ۱۸۱۵ء مین اپنے باپ ما کے ساتھ ولایت گئے
جب نو برس کے ہوئے کچھ روز ون ڈولوچ کے اسکول مین تعلیم پاکر ٹینے
مین بھرتی ہوئے اوسوقت اوس مدرسہ مین سر ڈونلد مکلوڈ جو بنارس مین
کلکٹر رہے اور پھر پنجاب کے لفٹنٹ گورنر ہوئے اور لارڈ کیننگ بھی جو یہان
۱۸۵۷ء کے غدر مین گورنر جنرل تھے پڑھتے تھے مکلوڈ صاحب کے
ساتھ انکی دوستی اوسی دم سے شروع ہوئی ۱۸۲۶ء مین کمپنی کی ملٹری
یعنے فوجی کالج اڈسکومب مین بھرتی کیے گئے اور وہان انکی ایسی
لیاقت ظاہر ہوئی کہ انجنیر مقرر ہو جاتے لیکن انکے باپ کو سول سروس
مین مقرر کرانا منظور تھا مصلحتاً فوجی کام بھی سکھلا دیا تھا انھون نے میعاد
سے پہلے ہی اڈسکومب کالج چھوڑ دیا کہ جس مین جو لڑکا انسے نیچے تھا اوسکا
نقصان نہ ہووے یعنے جو انعام انکو ملتا کسیقدر اوسکو ملے ۱۸۲۸ء مین
یہ کمپنی کے سول یعنے ملکی کالج ہیلبری مین داخل ہوئے وہان بھی اچھے
رہے اور سول سروس کی سند لیکر پہلی مئی ۱۸۳۱ء کو کیپ کی راہ
ہندوستان کو روانہ ہوئے تب تک مصر والی سیدھی راہ جاری نہین

کچھ حال
جناب ہنری کارٹنگر صاحب بہادر سی بی کا

صاحب کے باپ ہنری سینٹ جارج ٹکر سنہ ۱۷۸۶ع مین یہان آئے اوس وقت عمر اونکی کوئی پندرہ برس کی ہوگی کلکتہ مین کچھ دنون بعد بنگال سول سروس مین بھرتی ہوکر ہوتے ہوتے اکونٹنٹ جنرل ہوگئے اور اپنی اچھی کارگزاری کے لیے گورنر جنرل مارکوس ولزلی سے بڑا بھاری تھینک پایا سنہ ۱۸۰۵ع مین کام چھوڑکر ولایت گئے اور وہان کچھ دنون بعد سرکار کمپنی انگریز بہادر نے آنربل کورٹ اور ڈائرکٹرس کے ممبر یعنے ایک ڈیرکٹر ہوگئے بلکہ سنہ ۱۸۳۴ عیسوی اور سنہ ۱۸۴۷ عیسوی مین یعنے دو مرتبہ کورٹ اور ڈیرکٹرس کے چیئر مین یعنی میر مجلس بھی ہوگئے۔

Tarikh Carkuker

حالات

جناب ہنری کارٹکر صاحب بہادر سی بی جو سابق مین کمشنر و ایجنٹ

گورنر جنرل بنارس کے تھے

INDIAN INSTITUTE

مصنفہ

والا پایگاہ راجہ شیو پرشاد صاحب ستارۂ ہند

مقام لکھنؤ

مطبع نامی منشی نول کشور مین منطبع ہوئی

ماہ فروری ۱۸۶۹ عیسوی

Hālāt-ĕ-H. C. Tucker.

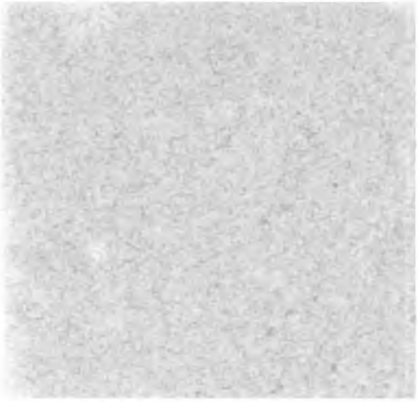

Indian Institute, Oxford.
The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.